سورۃ النمل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ پر ایک استنباطی نظر اور تین کا عدد

مولانا فخر الاسلام المدنی
اُستاذِ جامعہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَأُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُوْدُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ حَتّٰى إِذَا أَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَّا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُوْدُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۔‘‘ (النمل:۱۵-۱۸)
إِلٰى قوله تعالٰى: ’’قَالَتْ رَبِّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔‘‘ (النمل:۴۴)

مذکورہ آیات دو رکوع پر مشتمل ہیں، ان میں غور وفکر کرنے کے بعد حیرت انگیز طور پر ثلاثیات کی شکل میں فوائد کا ایک بڑا ذخیرہ سامنے آ گیا، جو نذرِ قارئین ہے۔

ہم سب اس بات کو جانتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں طاق عدد کو ایک بڑی اہمیت حاصل ہے، خاص طور پر تین کے عدد کو، مثلاً: نماز میں تسبیحات یا طہارت کے مسائل میں، اسی طرح وتر کی بھی تین رکعتیں ہیں، نیز نماز کے بعد تین قسم کی تسبیحات، وغیرہ۔

البتہ جس طرح بلاغت کے فنِ بدیع میں محسناتِ معنویہ اور محسناتِ لفظیہ ہوتے ہیں، اسی طرح ان فوائد میں کچھ کا تعلق لفظ سے ہے، اور کچھ کا تعلق معنی سے ہے، تاہم ہمارے لیے قرآن کے الفاظ بھی اتنا اہم ہیں جتنا معنی ہے۔

- مذکورہ آیاتِ کریمہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا قصہ تین قسم کی مخلوقات کے ساتھ متعلق ہے:

۱:- چیونٹی ۲:- پرندہ (ھد ھد) ۳:- انسان (بلقیس)

- آیت کریمہ میں تین طرح کے لشکر کا تذکرہ ہے:

۱:-جن ۲:-انس ۳:-طیر

’’وَحُشِرَ لِسُلَیْمَانَ جُنُوْدُہٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّیْرِ فَھُمْ یُوزَعُوْنَ .‘‘

- نیز ’’جُنُوْد‘‘ کا لفظ بھی تین مرتبہ استعمال ہوا ہے:

۱:-’’وَحُشِرَ لِسُلَیْمَانَ جُنُوْدُہٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّیْرِ فَھُمْ یُوزَعُوْنَ .‘‘

۲:-’’لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمَانُ وَجُنُوْدُہٗ وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ .‘‘

۳:-’’اِرْجِعْ إِلَیْھِمْ فَلَنَأْتِیَنَّھُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَھُمْ بِھَا .‘‘

- ’’جُنْد‘‘ کا معنی فوج اور لشکر، جس سے بری، بحری اور فضائی تین قسم کی فوج کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے: ’’وَحُشِرَ لِسُلَیْمَانَ جُنُوْدُہٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّیْرِ فَھُمْ یُوزَعُوْنَ .‘‘

۱:-’’الطَّیْرِ‘‘ فضائی قوت کی طرف اشارہ ہے: ’’ثُمَّ تَوَلَّ عَنْھُمْ فَانْظُرْ مَاذَا یَرْجِعُوْنَ‘‘ جو ایک ڈرون کی طرح جاسوسی کا تصور ہے۔

۲:-’’الْإِنْسِ‘‘ سے مراد بری فوج ہے۔

۳:-اور ’’الْجِنِّ‘‘ سے بحری قوت مراد ہے، اس لیے کہ ’’وَالشَّیَاطِیْنَ کُلَّ بَنَّاءٍ وَّغَوَّاصٍ‘‘ فرمایا، نیز ’’وَالشَّیَاطِیْنَ یَغُوْصُوْنَ لَہٗ وَیَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِکَ.‘‘ عربی میں غواص آج کل آبدوز کو کہتے ہیں، جو بحری قوت کا اہم حصہ شمار ہوتا ہے۔

- مذکورہ تینوں مخلوقات میں سے ہر ایک کی عملی مثال ونمونہ بھی پیش کیا گیا:

۱:-’’وَحُشِرَ لِسُلَیْمَانَ جُنُوْدُہٗ مِنَ الْجِنِّ‘‘ (عفریت کا تذکرہ)

۲:-’’وَالْإِنْسِ‘‘ (آصف بن برخیا کا قصہ)

۳:-’’وَالطَّیْرِ‘‘ (ھدھد کا واقعہ)

- حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ تین مرتبہ تبعاً اور تین مرتبہ قصہ کے ضمن میں اصالۃً (یعنی بنیادی طور پر) ہوا ہے، کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام قصہ کا محور ومرکز ہیں، تو ان کا تذکرہ نسبۃً دوگنا ہوا ہے:

۱:-ابتدائے قصہ میں: ’’وَحُشِرَ لِسُلَیْمَانَ‘‘

۲:-درمیان میں: ’’فَلَمَّا جَاءَ سُلَیْمَانَ‘‘

۳:-آخر میں: ’’وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمَانَ لِلّٰہِ‘‘

- علم (مصدر) کا لفظ تین مرتبہ آیا ہے:

۱:-’’وَلَقَدْ آتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ عِلْمًا‘‘

۲:-’’قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ ‘‘

۳:-’’وَأُوْتِیْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِیْنَ‘‘

- کتاب کا لفظ تین مرتبہ آیا ہے:

۱:-’’اِذْهَبْ بِّكِتَابِیْ هٰذَا‘‘

۲:-’’قَالَتْ یَا اَیُّهَا الْمَلَأُ إِنِّیْ أُلْقِیَ إِلَیَّ كِتَابٌ كَرِیْمٌ‘‘

۳:-’’قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ ‘‘

- ان آیاتِ کریمہ میں تین مرتبہ فضل کا لفظ آیا ہے:

۱:-’’وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ ‘‘

۲:-’’وَأُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ‘‘

۳:-’’هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ لِیَبْلُوَنِیْ أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ.‘‘

- واضح رہے کہ مذکورہ آخری آیت میں شکر کا کلمہ بھی تین مرتبہ مذکور ہے، جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ فضل کا تذکرہ تین مرتبہ آیا ہے، شاید اسی کی مناسبت سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین انعامات کی بنا پر تین مرتبہ شکر کے کلمات ادا کیے:

۱:-ابتدا میں: ’’یَا أَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَأُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ ‘‘

۲:-درمیان میں: ’’فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِیْ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْ أَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰى وَالِدَیَّ ‘‘

۳:-آخر میں: ’’فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ‘‘

- واضح رہے کہ ’’الطَّیْرِ‘‘ کا لفظ بھی ان آیات کریمہ میں تین مرتبہ استعمال ہوا ہے:

۱:-’’وَحُشِرَ لِسُلَیْمَانَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّیْرِ فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ .‘‘

۲:-’’یَا أَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَأُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ ‘‘

۳:-’’وَتَفَقَّدَ الطَّیْرَ فَقَالَ مَا لِیَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ ‘‘

- آیت میں نمل کا لفظ تین مرتبہ استعمال ہوا ہے:

۱:-’’حَتّٰى إِذَا أَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ‘‘

۲،۳:-’’قَالَتْ نَمْلَةٌ یَّا أَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسَاكِنَكُمْ ‘‘ (وادی نملہ، ملکہ نملہ، رعیت)

- چیونٹی کے قصے سے تین چیزوں کی ضرورت اور اہمیت ثابت ہوتی ہے۔

۱:-ریڈار سسٹم کا تصور (تین کلومیٹر کے فاصلہ سے لشکر کی آمد کا چیونٹی کو پتہ لگ گیا)۔
۲:-ٹیلی گراف (برقی لہروں کا تصور) تین کلومیٹر کے فاصلہ سے آواز کا حضرت سلیمان علیہ السلام تک پہنچنا۔
۳:-ٹرانسلیشن کی اہمیت (حضرت سلیمان علیہ السلام کا چیونٹی کی بات کو سمجھنا): ''عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ''

- چیونٹی نے تین کام کیے جو کسی بھی قیادت کے حوالہ سے اہم ہیں:

۱:-بروقت خطرہ کی اطلاع (خطرہ کا الارم): ''يَا أَيُّهَا النَّمْلُ''
۲:-خطرات کی نشاندہی: ''لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُوْدُهٗ''
۳:-حفاظتی تدابیر: ''اُدْخُلُوْا مَسَاكِنَكُمْ''

- اس موقع پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو شکر کے کلمات ادا کیے ہیں، وہ تین دعاؤں پر مشتمل ہیں:

۱:-شکر کی توفیق: ''رَبِّ أَوْزِعْنِيْ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ''
۲:-عمل صالح کی توفیق: ''وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ''
۳:-حسن خاتمہ: ''وَأَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ''

- واضح رہے کہ حسن خاتمہ سے متعلق قرآن مجید میں تین انبیاء کرام علیہم السلام کا تذکرہ آیا ہے:

۱:-حضرت ابراہیم علیہ السلام: ''رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّ أَلْحِقْنِيْ بِا الصَّالِحِيْنَ''
۲:-یوسف علیہ السلام: ''تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّأَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ''
۳:-حضرت سلیمان علیہ السلام: ''وَأَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ''

- حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد پرندے سے متعلق تین ہدایات دیں:

۱:-''لَأُعَذِّبَنَّهٗ'' ۲:-''أَوْ لَأَذْبَحَنَّهٗ'' ۳:-''أَوْ لَيَأْتِيَنِّيْ بِسُلْطَانٍ مُّبِيْنٍ''

- ملازمین کے لیے حاضری کے نظام سے متعلق تین اُمور معلوم ہوتے ہیں:

۱:-ضرورت کے مطابق وقتاً فوقتاً حاضری: ''وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ''
۲:-غیر حاضری پر سزا: ''لَأُعَذِّبَنَّهٗ عَذَاباً شَدِيْداً''
۳:-مناسب عذر پر سزا معطل: ''أَوْ لَيَأْتِيَنِّيْ بِسُلْطَانٍ مُّبِيْنٍ''

- ہدہد نے واپسی پر علاقہ کا سیاسی، فوجی اور اقتصادی نقشہ تین باتوں میں پیش کیا:

۱:-''إِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ'' ۲:-''وَأُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ''
۳:-''وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ''

- پھر مذہبی نقشہ بھی تین باتوں میں پیش کیا:

۱:- ’’يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ‘‘ (فسادِ عقیدہ)

۲:- ’’وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ ‘‘ (سببِ فساد)

۳:- ’’فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ‘‘ (امکانِ ہدایت)

● حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہدہد کے واقعہ سے بھی سلطنت کی تین اہم چیزوں کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے:

۱:- ڈاک کا نظام: ’’اِذْهَبْ بِّكِتَابِيْ هٰذَا‘‘

۲:- خفیہ جاسوسی نظام: ’’ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ‘‘

۳:- بیرونی ممالک کے ساتھ تعلقات (سفارتی نظام)

● انہی آیات میں سنی سنائی باتوں سے متعلق تین احکام:

۱:- سنی سنائی بات نہیں کرنی چاہیے: ’’وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَّقِيْنٍ‘‘

۲:- سنی سنائی بات پر یقین بھی نہیں کرنا چاہیے: ’’سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ‘‘

۳:- سنی سنائی بات کو بالکل نظر انداز نہیں کرنا چاہیے: ’’اِذْهَبْ بِّكِتَابِيْ هٰذَا‘‘

● خط کے مندرجات تین ہیں:

۱:- مرسل منہ: ’’إِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمَانَ‘‘

۲:- ابتداء خط: ’’وَإِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ‘‘

۳:- مضمون: ’’أَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَأْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ‘‘

● بلقیس کے قصہ سے تین باتیں واضح ہوتی ہیں:

۱:- قومی اسمبلی یعنی شورائی نظام: ’’مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ‘‘

۲:- سیاست بلقیس: ’’وَإِنِّيْ مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ‘‘

۳:- مغربی امداد کی حقیقت: ’’أَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ‘‘

● بلقیس کا خطاب قرآن کریم میں تین جگہ ’’قَالَتْ ‘‘ کے صیغہ کے ساتھ مذکور ہے:

۱:- ’’قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّيْ أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيْمٌ‘‘

۲:- ’’قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُوْنِيْ فِيْ أَمْرِيْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ‘‘

۳:- ’’قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوْكَ إِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً أَفْسَدُوْهَا ‘‘

● بلقیس ایک عقلمند خاتون تھی، جس کے تین نتائج نکلے:

۱:-عقلمندی قیادت کا سبب ہے: ’’إِنِّیْ وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِکُھُمْ‘‘

۲:-عقلمندی سیاست کا سبب ہے: ’’وَإِنِّیْ مُرْسِلَةٌ إِلَیْھِمْ بِھَدِیَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ‘‘

۳:-عقلمندی ہدایت کا سبب ہے: ’’قَالَتْ رَبِّ إِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمَانَ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ‘‘

- حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین جملوں میں اپنا ردِعمل پیش کیا:

۱:-’’أَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ‘‘

۲:-’’فَمَا أٰتَانِيَ اللّٰہُ خَیْرٌ مِّمَّا أٰتَاکُمْ‘‘

۳:-’’بَلْ أَنْتُمْ بِھَدِیَّتِکُمْ تَفْرَحُوْنَ‘‘

- مغربی سیاست سے متعلق تین باتیں:

۱:-مغربی امداد کی حقیقت: ہمارا امتحان: ’’وَإِنِّيْ مُرْسِلَةٌ إِلَیْھِمْ بِھَدِیَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ‘‘

۲:-مغربی امداد کا حق: فوری مسترد اور اپنے وسائل پر انحصار: ’’أَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَا أٰتَانِيَ اللّٰہُ خَیْرٌ مِّمَّا أٰتَاکُمْ‘‘

۳:-مغربی امداد کا متبادل: (روحانی قوت کی قدر وحفاظت جس کی بنیاد پر حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلقیس پر ترجیح حاصل تھی، اور روحانیت کی حفاظت میں مدارس بنیادی طور پر سرفہرست ہیں) ’’قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتَابِ أَنَا أٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ أَنْ یَّرْتَدَّ إِلَیْکَ طَرْفُکَ‘‘

- حضرت سلیمان علیہ السلام نے قومِ سبا کے متعلق دھمکی میں تین چیزوں کا ذکر کیا:

۱:-’’ارْجِعْ إِلَیْھِمْ‘‘ (ہدیہ کی واپسی)

۲:-’’فَلَنَأْتِیَنَّھُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَھُمْ بِھَا‘‘ (فوجی کارروائی کی دھمکی)

۳:-’’وَلَنُخْرِجَنَّھُمْ مِّنْھَا أَذِلَّةً وَّھُمْ صَاغِرُوْنَ‘‘ (کارروائی کا مقصد یا نتیجہ)

- ایک ملازم یا مزدور میں تین خصوصیات ہونی چاہئیں:

۱:-کام میں تاخیر نہ کرے: ’’آتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ أَنْ تَقُوْمَ‘‘

۲:-قوی ہو: ’’وَإِنِّيْ عَلَیْہِ لَقَوِيٌّ أَمِیْنٌ‘‘

۳:-امانت دار ہو: ’’وَإِنِّيْ عَلَیْہِ لَقَوِيٌّ أَمِیْنٌ‘‘

- حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرشِ بلقیس کا تذکرہ تین مرتبہ کیا ہے:

۱:-''أَیُّکُمْ یَأْتِیْنِيْ بِعَرْشِهَا''

۲:-''قَالَ نَکِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا''

۳:-''أَهٰکَذَا عَرْشُکَ''

- اس واقعہ میں مذکورہ تین قوتوں کے استعمال کی نوبت نہیں آئی:

۱:-''قَالُوْا نَحْنُ أُوْلُوْا قُوَّةٍ وَّأُوْلُوْا بَأْسٍ شَدِیْدٍ''

۲:-''قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا اٰتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ أَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِکَ''

۳:-''ارْجِعْ إِلَیْهِمْ فَلَنَأْتِیَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا''

- سب سے پہلے بیرونِ ممالک کا تبلیغی سفر ہدہد نے کیا، جس کے کل تین مراحل ہیں:

۱:-تقاضائے دعوت وتبلیغ: ''وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ''

۲:-دعوت وتبلیغ:: ''إِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمَانَ وَإِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ''

۳:-نتیجۂ دعوت: ''قَالَتْ رَبِّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمَانَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ'' یوں اللہ تعالیٰ نے ایک پرندہ کو ایک پوری قوم کی ہدایت کا سبب بنا دیا۔

- عام طور پر معاشرہ میں تین چیزوں کو کمزور سمجھا جاتا ہے، اس واقعہ میں اُن کا تذکرہ کرکے ان کی اہمیت کو بتایا گیا:

۱:-چیونٹی (نملۃ)　　۲:-پرندہ (ہدہد)　　۳:-عورت (ملکہ سبا)

- یَـا أَیُّهَـا الْمَلَأُ کا جملہ بھی تین مرتبہ استعمال ہوا ہے، دومرتبہ بلقیس اور ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے استعمال کیا:

۱:-''یَا أَیُّهَا الْمَلَأُ إِنِّيْ أُلْقِيَ إِلَيَّ کِتَابٌ کَرِیْمٌ''

۲:-''یَا أَیُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُوْنِيْ فِيْ أَمْرِيْ''

۳:-''یَا أَیُّهَا الْمَلَأُ أَیُّکُمْ یَأْتِیْنِيْ بِعَرْشِهَا''

- ''مُسْلِمِیْنَ'' کا کلمہ تین مرتبہ آیا ہے:

۱:-''أَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَأْتُوْنِيْ مُسْلِمِیْنَ''

۲:-''قَبْلَ أَنْ یَأْتُوْنِيْ مُسْلِمِیْنَ''

۳:-''وَأُوْتِیْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَکُنَّا مُسْلِمِیْنَ''

- پورے قصہ کا خلاصہ تین باتوں میں نکلتا ہے:

۱:-خلافتِ سلیمان علیہ السلام ۲:-قیادتِ نملہ ۳:-سیاستِ بلقیس

مجموعی طور پر آیاتِ کریمہ میں دیگر فوائد ملاحظہ فرمائیں:

- بلقیس کے عرش کے مقابلہ میں ھدھد نے اللہ کے عرش کا ذکر کیا: ''اَللّٰہُ لَا إِلٰہَ إِلَّا ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ''اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں ''وَأُوْتِیْنَا مِنْ کُلِّ شَیْءٍ '' آیا ہے۔ اس کے مقابلہ میں بلقیس کے لیے ''وَأُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ '' کا ذکر ہے۔ اور دونوں میں تقابل کیا گیا تو نتیجہ: '' فَمَا أٰتَانِيَ اللّٰہُ خَیْرٌ مِّمَّا أٰتَاکُمْ ''
- اسباب کا بھرپور استعمال توکل کے منافی نہیں: ''اِذْھَبْ بِّکِتَابِیْ ھٰذَا ،أَیُّکُمْ یَأْتِیْنِیْ بِعَرْشِھَا ''
- خلقِ خدا میں کسی چیز کو حقیر نہ سمجھیں (چیونٹی اور پرندہ کا کردار)
- کثرتِ شکر' کثرتِ نعمت کا سبب ہے: ''ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ''
- روحانی قوت مادی قوت پر حاوی ہے: ''قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتَابِ ''
- الھدایا قد تکون وراء ھا خبایا (ہدیہ قبول کرنے میں احتیاط): ''وَإِنِّیْ مُرْسِلَۃٌ إِلَیْھِمْ بِھَدِیَّۃٍ ''
- حاملینِ علومِ نبوت کو احساسِ کمتری کا شکار نہیں ہونا چاہیے: ''فَمَا أٰتَانِيَ اللّٰہُ خَیْرٌ مِّمَّا أٰتَاکُمْ ''
- جب بڑا کردار ادا کرنے کا موقع مل جائے تو عاجزی کا اظہار کرنا چاہیے: ''ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ''
- عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے: ''مَا لِيَ لَا أَرَی الْھُدْھُدَ ''،''أَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِہٖ ''
- عقیدۂ توحید کی اہمیت: ''إِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمَانَ وَإِنَّہٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ''
- بعض معاملات میں جلدی کرنا بہتر ہے: ''أَیُّکُمْ یَأْتِیْنِیْ بِعَرْشِھَا قَبْلَ أَنْ یَّأْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ''
- مخالف کو کمزور نہ سمجھیں: ''قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوْکَ إِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً أَفْسَدُوْھَا ''
- خط کے مضمون میں اختصار سے کام لینا چاہیے: ''أَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَأْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ''
- بڑوں کو عزت کی فکر ہوتی ہے: ''وَجَعَلُوْا أَعِزَّۃَ أَھْلِھَا أَذِلَّۃً ''
- ہر عورت کم عقل نہیں ہوتی، جیسا کہ بلقیس کے اس واقعے سے اس کی سمجھداری کا پتہ چلتا ہے۔

● وقتاً فوقتاً دشمن کے خلاف زبانی دھمکی کارگر ہوتی ہے: ''فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَا أَذِلَّةً وَّهُمْ صَاغِرُوْنَ''

● دین کو عقل پر مقدم رکھنا چاہیے، جیسا کہ چیونٹی کا قصہ اور ہدہد پرندے کا جو بظاہر ہماری سمجھ میں نہیں آتا، مگر ہمارا ایمان ہے کہ یہ سچ ہے۔

● علم، فضیلت کا سبب ہے: ''وَلَقَدْ أٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ''

● ''إِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ'' (جو ذات چیونٹی سے غافل نہیں، وہ ہم سے کیوں غافل ہوگی)

● ملکۂ سبا اور ملکۂ نملہ میں ایک مناسبت: دونوں نے اپنی اپنی قوم کو خطرات سے بچانے کی کوشش کی۔

● ہم چیونٹیوں کے بارے میں ''لَا يَشْعُرُوْنَ'' کی رائے رکھتے ہیں، جب کہ وہ ہمارے بارے میں کہتی ہیں: ''وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ''

● نعمتوں کا برملا اظہار کرنا چاہیے: ''يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ''

● شکر توفیق کے بغیر نہیں ہوتا: ''رَبِّ أَوْزِعْنِیْ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ''

● ترتیب زمانی: پہلے حضرت داؤد علیہ السلام کا تذکرہ ہوا جو کہ باپ ہیں اور پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ ہوا جو اُن کے بیٹے ہیں، اسی طرح پہلے جن اور پھر انسان کا تذکرہ ہوا۔

واضح رہے کہ پورے قرآن کریم میں جہاں کہیں جن وانس کا تذکرہ ایک ساتھ ہوا، غالباً وہاں جن کو ان کی پیدائش کی وجہ سے مقدم کیا گیا ہے۔

● توبہ سے پہلے گناہ کا اعتراف ہونا چاہیے: ''رَبِّ إِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ''

● حکمرانوں کو دعوتی اور اصلاحی خط لکھنا ایک سنت عمل ہے: ''اِذْهَبْ بِّكِتَابِیْ هٰذَا''

● پہلی آیت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول مذکور ہے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا'' اور آخری آیت میں بلقیس کا قول: ''وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ'' گویا کہ ہمارے مضمون کی ابتدا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' اور انتہا ''رَبِّ الْعَالَمِيْنَ'' پر ہے۔ اس فائدے کو آخر میں رکھنے کا مقصد بھی یہی ہے: وأٰخر دعوانا أن الحمد للّٰہ رب العالمین

..... ✿ ..... ✿ ..... ✿ .....